بدھ
۷- دسمبر ۱۹۹۴ء

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۴۴-۷۹ نمبر ۲۷۲ | بدھ - ۳ رجب - ۱۴۱۵ھ ، ۷ - فتح ۱۳۷۳ ہش ، ۷ - دسمبر ۱۹۹۴ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو لوگ اپنی قوت بازو پر بھروسہ کرتے ہیں ان کا انجام اچھا نہیں ہوتا

جو لوگ اپنی قوت بازو پر بھروسہ کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کو چھوڑ دیتے ہیں ان کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کے یہ معنی نہیں کہ ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ رہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے پیدا کردہ اسباب سے کام لینا اور اس کے عطا کردہ قویٰ کو کام میں لگانا۔ پھر نتیجہ کے لئے خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرنا یہی حقیقی راہ ہے اور خدا تعالیٰ کی قدر ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

گناہ ایک ایسا کیڑا ہے جو انسان کے خون میں ملا ہوا ہے مگر اس کا علاج استغفار سے ہی ہو سکتا ہے۔ استغفار کیا ہے؟ یہی کہ جو گناہ صادر ہو چکے ہیں ان کے بد ثمرات سے خدا تعالیٰ محفوظ رکھے اور جو ابھی صادر نہیں ہوئے اور جو بالقوہ انسان میں موجود ہیں ان کے صدور کا وقت ہی نہ آوے اور اندر ہی اندر وہ جل بھن کر راکھ ہو جاویں۔

یہ وقت بڑے خوف کا ہے۔ اس لئے توبہ و استغفار میں مصروف رہو اور اپنے نفس کا مطالعہ کرتے رہو۔ ہر مذہب و ملت کے لوگ اور اہل کتاب مانتے ہیں کہ صدقات و خیرات سے عذاب ٹل جاتا ہے مگر قبل از نزول عذاب۔ مگر جب نازل ہو جاتا ہے تو ہرگز نہیں ٹلتا۔ پس تم ابھی سے استغفار کرو اور توبہ میں لگ جاؤ تا تمہاری باری ہی نہ آوے اور اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت کرے۔

(ملفوظات جلد سوم ص ۲۱۸)

ہر مذہب تاکید کرتا ہے کہ نیکی اور تقویٰ اختیار کرنا چاہئے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

تمام مذاہب اپنے پیروؤں کو اس بات کی تاکید کرتے ہیں کہ نیکی اور تقویٰ کو اختیار کرنا چاہئے۔ لیکن (دین حق) اور دیگر تمام مذاہب میں ایک فرق ہے۔ یہ بے شک درست ہے۔ کہ (دین حق) بھی ان مذاہب کی طرح تعلیم دیتا ہے کہ نیکی اختیار کرو مگر جہاں اور فرق ہیں۔ وہاں ایک یہ بھی ہے کہ دوسرے مذاہب صرف لفظ نیکی کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ اور (دین حق) اس بات کی بھی اطلاع دیتا ہے کہ جس نیکی کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ وہ چیز کیا ہے۔

یہ ممکن نہیں کہ کوئی مذہب بدی کی تعلیم دیتا ہو۔ کیونکہ کوئی پاگل نہیں۔ جو یہ کہے کہ تم بدی اختیار کرو۔ تو دنیا میں کوئی مذہب ایسا نہیں جو بظاہر شرارت کی طرف لوگوں کو بلاتا ہو کیونکہ محض عقل بھی بلا کسی الہامی مدد اور اشارہ کے یہی تعلیم دیتی ہے کہ نیکی اختیار کرنا چاہئے۔ پس مذاہب میں فرق اس بات میں نہیں کہ نیکی اختیار کرنا چاہئے یا نہیں بلکہ اختلاف اس امر میں ہے کہ دوسرے مذاہب جو نیکی کی تعریف کرتے ہیں وہ حقیقت سے دور کرنے والی ہوتی ہے۔

پہلا فرق (دین حق) اور دیگر مذاہب میں یہ ہے کہ دین حق کے سوا تمام مذاہب صرف لفظ نیکی کی طرف بلاتے ہیں۔ اور دین حق اس حقیقت کی طرف متوجہ کرتا ہے جو اصل مقصود ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص بیمار ہو تو یہ اکثر لوگ کہیں گے اس مرض کا علاج کرنا چاہئے۔ اور کچھ ان میں سے کوئی نہ کوئی دوا بھی بتائیں گے۔ جن میں بہت اختلاف ہو گا۔ اور جو بجائے مرض کو دور کرنے کے اکثر نقصان کا موجب ہوں گی۔ مگر جو دانا انسان ہو گا۔ اور جو مرض کو سمجھتا ہو گا وہ اس مرض کا مناسب علاج بتائے گا۔ پس (دین حق) اور دیگر مذاہب میں نیکی کے بارہ میں ایک فرق ہے۔ اور وہ یہ کہ (دین حق) حقیقی تعریف نیکی کی بتاتا ہے۔ اور حقیقت کی طرف لاتا ہے۔ مگر دیگر مذاہب حقیقت سے بہت دور کر دیتے ہیں۔

دین حق اور دوسرے مذاہب میں دوسرا فرق یہ ہے کہ دوسرے مذاہب صرف نیکی کی

باقی صفحہ ۷ پر

چندہ تحریک جدید کے دفاتر کا تعین ضروری ہے

○ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے ارشادات بابت سال نو تحریک جدید میں اس امر کی طرف خصوصی توجہ دلائی گئی ہے کہ ہر مجاہد کے دفتر کا تعین بھی کیا جائے۔ لہٰذا عہدیداران جماعت سے درخواست ہے کہ وہ فہرست ہائے وعدہ جات میں ہر مجاہد کے نام کے آگے دفتر کا نمبر بھی درج فرمائیں۔ حسب ذیل مثال بغرض وضاحت پیش کی جاتی ہے۔

نام مجاہد مکرم محمد احمد صاحب وعدہ -/۱۰۰ دفتر I

اسی طرح دفتر دوم کیلئے II سوم III اور چہارم کیلئے IV کا نشان لگائیں۔ مکرر درخواست ہے کہ دفتر کا نمبر ضرور ظاہر فرمایا جائے۔ جس کی بنیاد شمولیت کے سال پر ہوگی۔
۱۹۳۴ء سے شامل ہونے والے دفتر اول کے
۱۹۴۴ء سے شامل ہونے والے دفتر دوم کے
۱۹۶۵ء سے شامل ہونے والے دفتر سوم کے
۱۹۸۵ء سے شامل ہونے والے دفتر چہارم کے مجاہد کہلائیں گے۔

(وکیل المال اول تحریک جدید)

ضرورت ہے

○ نصرت جہاں اکیڈمی جونیئر سیکشن میں سوشل سٹڈیز، سائنس، انگریزی، ریاضی پڑھانے کے لئے اساتذہ کی ضرورت ہے۔ کم از کم درج ذیل Qualification کا ہونا ضروری ہے۔

سائنس کیلئے B.Sc فزکس کیمسٹری کے ساتھ
ریاضی کیلئے B.Sc ڈبل میتھ کے ساتھ
انگریزی کیلئے B.A انگریزی ادب کے ساتھ
سوشل سٹڈیز کیلئے B.A جغرافیہ انگریزی میں پڑھا ہو۔

درخواست مع سندات کی کاپی پرنسپل نصرت جہاں اکیڈمی جونیئر سیکشن کی وساطت سے چیئرمین ناصر فاؤنڈیشن کو ۱۰-۱۲-۹۴ تک بھجوائیں۔

(پرنسپل نصرت جہاں اکیڈمی جونیئر سیکشن)

تم ہوشیار ہو جاؤ اور واقعی نیک دل اور غریب مزاج اور راستباز بن جاؤ

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
دو روپیہ

۷- فتح - ۱۳۷۳ ھش ۷- دسمبر ۱۹۹۴ء

زندہ رکھیں اور زندہ رہیں

اول تو انسان مرنا ہی نہیں چاہتا چاہے وہ کتنا ہی اس دنیا کے عیش و عشرت سے متمتع ہو جائے اس کی یہ ہوس کہ اسے مزید زندہ رہنا چاہئے اس کے اندر جاگتی رہتی ہے۔ اگرچہ بعض لوگوں پر ایسا وقت بھی آجاتا ہے کہ وہ زندگی سے بیزار معلوم ہوتے ہیں بلکہ بعض لوگ تو یہ گناہ بھی کما لیتے ہیں کہ اس بیزاری کے نتیجے میں خودکشی کر بیٹھتے ہیں۔ لیکن ایسے لوگوں کی تعداد جو خودکشی کر لیتے ہیں یا زندگی سے اتنی بیزاری کا اظہار کرتے ہیں کہ موت کو پکارتے ہیں وہ تو آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں۔ یہ مثال بھی بہت بڑی ہے۔ آٹے میں جتنا نمک ڈالا جاتا ہے وہ بھی نسبتاً اس تعداد یا مقدار سے زیادہ ہے جو ان لوگوں کی ہے جو زندگی سے بیزار رہتے ہیں۔ ان کے علاوہ ہر شخص جینا چاہتا ہے اپنے ماحول میں زندہ رہنے کی خواہش اپنے دل میں چھپائے پھرتا ہے کوئی کسی ہی عمر کو کیوں نہ پہنچ جائے اس کے دل میں یہی خواہش ہوتی ہے کہ کچھ اور وقت مل جائے کچھ اور وقت زندہ رہ لوں کچھ اور وقت اپنوں کے ساتھ گذار لوں۔ یہ خواہش ان مٹ ہے۔ اور اس خواہش کے متعلق یہ کہنا بھی نادرست نہیں کہ یہ فطرت کے مطابق ہے۔

انسان زندہ رہنا چاہتا ہے اپنے لئے دوسروں کے لئے سب کے لئے۔ لیکن بہرحال اسے اس دنیا سے ایک نہ ایک دن چلے جانا ہے اور جب اسے چلے ہی جانا ہے تو اس کی دوسری خواہش اور زندہ رہنے سے کسی قدر کم تر خواہش یہ ہوتی ہے کہ اس کو یاد رکھا جائے۔ وہ اپنے عزیز و اقارب سے یہی توقع رکھتا ہے کہ اس کی یاد قائم رہے گی۔ اس کے لئے دعائیں کی جائیں گی۔ اس کے ذکر خیر کو بھلایا نہیں جائے گا۔ لیکن کیا ہم نے کبھی سوچا ہے کہ ہم سے پہلوں پر بھی تو یہ وقت آچکا ہے ان کی بھی یہی خواہشات تھیں ان کے بھی یہی محسوسات تھے اور ان کے بھی یہی جذبات تھے وہ بھی زندہ رہنا چاہتے تھے۔ اور جب زندہ نہیں رہ سکتے تھے تو اس سے کمتر اس خواہش کا اظہار کرتے تھے کہ ان کی یاد کو قائم رکھا جائے۔ اسی لئے تو بعض لوگ اپنے بزرگوں کی یاد کو قائم رکھنے کے لئے بڑے بڑے مقبرے بنواتے ہیں بڑے بڑے مزار تیار کراتے ہیں اور کئی اور طریقوں سے بھی ان کی زندگی کو جو اب دنیا میں قائم نہیں ہوتی دنیا کے سامنے پیش رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ گویا کہ اپنے آباؤاجداد کا ذکر کرتے ہیں۔

اس بات کی ہمیں خواہش ہے ہم سے مراد صرف ان سطور کا لکھنے والا نہیں بلکہ ہم سب ہیں۔ ہم سب یہی چاہتے ہیں۔ پس اگر ہماری یہ خواہش ہے اور یقیناً ہے کہ ہمارے ذکر کو زندہ رکھا جائے تو دو باتیں نہایت لازمی ہیں۔ ایک تو یہ کہ ذکر کو زندہ رکھنے کے لئے ایسی باتیں دنیا میں چھوڑ جائیں جن کا ذکر کرنا لازمی ہو جائے۔ انہیں بھلایا ہی نہ جا سکے اور دوسرے یہ کہ آپ بھی اپنے آباؤاجداد کا اسی طرح ذکر کریں۔ جس طرح بیٹا اپنے باپ کا ذکر کرتا ہے اسی طرح اس کا بیٹا اس کا ذکر کرے گا۔ پس اپنی یاد کو قائم رکھنے کے لئے یہ بات نہایت ضروری ہے کہ ہم اپنے آباؤاجداد کے ذکر کو زندہ رکھیں۔ ان کی اچھائیوں کو دنیا میں اجاگر کرنے کی کوشش کریں اور ان کی اچھائیوں کو اپنی زندگیوں میں داخل کر کے ان کے اچھے کردار کا نمونہ لوگوں کو دکھائیں۔ تاکہ ہم بھی اپنے آباؤاجداد کا ذکر کریں اور دوسرے لوگ بھی ان کا ذکر کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بہتر طور پر زندہ رہنے کی توفیق دے اور جب ہم یہاں سے چلے جائیں تو خدا کرے ایسی باتیں چھوڑ کر جائیں جنہیں بھلایا نہ جا سکے۔ جو اتنی اچھی ہوں کہ پھر لوگ انہیں یاد کرنا چاہیں۔ اور اپنانا چاہیں۔ اور ہمارا ذکر دنیا میں قائم رہے۔ ایسا کرنے کے لئے آیئے ہم بھی اپنے آباؤاجداد کا ذکر زندہ رکھیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق دے۔

○

دلوں میں روشنی مہر و وفا کی
فقط بندہ نوازی ہے خدا کی

محبت جن سے ہم نے بے بہا کی
عداوت ہے انہیں ہم سے بلا کی

یہی فرمان ہے اس خندہ لب کا
یہی تعلیم ہے اس خوش نما کی

محبّت کر، مروّت کر، وفا کر
محبّت کی، مروّت کی، وفا کی

دگرگوں سب نظامِ میکدہ ہے
خُمِ مے ہے، سُبو ہے اور نہ ساقی

نہ خوشبو ہی کوئی گُل پیرہن کی
نہ رنگت ہی کوئی رنگِ حنا کی

نہ چرچا ہی کوئی اہلِ جنوں کا
نہ قیمت ہی کوئی جنسِ وِلا کی

نہ یوسف ہی کوئی بازار جاں میں
کہ ہو تعبیر خوابِ آشنا کی

یہ حالِ زار ہے اہلِ وطن کا
"مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی"

پرویز پروازی

جو صبر اور بردباری کا نمونہ دکھاتا ہے اس کو ایک نور دیا جاتا ہے

یقیناً یاد رکھو کہ عقل اور جوش میں خطرناک دشمنی ہے جب جوش اور غصہ آتا ہے تو عقل قائم نہیں رہ سکتی لیکن جو صبر کرتا ہے اور بردباری کا نمونہ دکھاتا ہے اس کو ایک نور دیا جاتا ہے جس سے اس کی عقل و فکر کی قوتوں میں ایک نئی روشنی پیدا ہو جاتی ہے اور پھر نور سے نور پیدا ہوتا ہے۔ غصہ اور جوش کی حالت میں چونکہ دل و دماغ تاریک ہوتے ہیں اس لئے پھر تاریکی سے تاریکی پیدا ہوتی ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

مضموں کو دیکھتے ہو کہ مضموں نگار کو
پڑھتے ہو سُرخیاں کہ عبارت پہ ہے نظر
جس بات کا ہے شوق وہی شوق سے کریں
کیجے دعا کہ خوب سے ہو جائیں خوب تر

ابوالاقبال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمود مجیب اصغر

صفاتِ الٰہیہ کا عرفان

ہمارے خدائے علیم و حکیم نے جب زمین میں اپنا خلیفہ مقرر کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا تو فرشتوں اور خدا کے درمیان مکالمہ ہوا اور خدا تعالیٰ نے فرشتوں کو اطلاع دی کہ وہ اپنے اسماء اور محامد اور صفاتِ حسنہ کے اظہار کے لئے بنی نوع انسان میں سے خلیفہ مقرر کرنے والا ہے اور اس غرض کے لئے اس نے حضرت آدم صفی اللہ کا انتخاب کیا اور اپنے مکالمہ و مخاطبہ کے ذریعے اسے اپنی صفاتِ حسنہ کے ظہور کے لئے چن لیا۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی صفاتِ حسنہ اور اسماء و محامد کا بنی نوع انسان تک پہنچنے کا اہتمام ہوا۔ آدم کو خلیفہ منتخب کرنے میں پہلا سبق بنی نوع انسان کو یہ ملا کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے اس کا کوئی زمین و آسمان میں شریک نہیں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور وہی علیم اور حکیم ہے۔

جوں جوں سلسلہ انبیاء کا آگے بڑھا اللہ تعالیٰ کی صفاتِ حسنہ اور اسماء و محامد کا راز کھلتا گیا حتی کہ حضرت نبی اکرم ﷺ کا ظہور ہوا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ دعا سکھلائی اے میرے رب! تو مجھے اپنی عظمت اور معرفت شیون اور صفات کا علم کامل بخش۔

(آئینہ کمالات . . . . . ص ۱۸۶)

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ دعا قبول فرمائی اور آپ کو اپنی صفات کا کامل علم عطا فرمایا جسے ایک زندہ اور ہمیشہ رہنے والی کتاب قرآن مجید میں محفوظ فرمایا اور آنحضرت ﷺ کی حیاتِ طیبہ سے اس کا کامل ظہور فرمایا۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کئی خوبصورت نام ہیں لیکن اس کا ذاتی نام جو قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے وہ اللہ ہے جیسا کہ فرمایا اللہ کے نام کے ساتھ جو رحمٰن اور رحیم ہے تمام محامد اللہ کے لئے ہیں اللہ "احد" ہے اللہ "صمد" ہے اللہ وہ ذات ہے جس کے سوا پرستش کا کوئی مستحق نہیں اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی غائب اور حاضر کا علم رکھتا ہے وہ بادشاہ ہے وہ قدوس ہے وہ سلام ہے وہ سب کو امن دینے والا ہے وہ سب کا نگران ہے وہ بڑی شان والا ہے۔ اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے اللہ کی تسبیح کر رہا ہے۔ اللہ زمین و آسمان کا نور ہے۔ اللہ ہی اول ہے اور اللہ ہی آخر ہے اللہ کی مثل کوئی شئی نہیں اللہ ہر چیز پر قادر ہے اللہ کا کوئی شریک نہیں اللہ ہر عیب سے پاک ہے۔ اللہ ازلی ابدی ہے۔ اللہ بری باتوں کا حکم نہیں دیتا اللہ تعالیٰ کو ساری کائنات سجدہ کرتی ہے اللہ کا قانون اٹل ہے اللہ جو چاہے کرتا ہے لیکن اللہ اپنی سنت کے خلاف نہیں کرتا اللہ کو اپنی بات کو پورا کرنے پر کامل اقتدار ہے وغیرہ وغیرہ۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

"قرآن شریف کی اصطلاح میں اللہ اس ذات کامل کا نام ہے کہ جو معبود برحق اور مستجمع جمیع صفاتِ کاملہ اور تمام رذائل سے منزہ اور واحد لاشریک اور مبدء جمیع فیوض ہے اور کسی جگہ کسی دوسرے اسم کو یہ رتبہ نہیں دیا پس اللہ کے اسم کو بوجہ موصوفیت تامہ ان تمام صفتوں پر دلالت ہے جس کا وہ موصوف ہے اور چونکہ وہ جمیع اسماء اور صفات کا موصوف ہے اس لئے اس کا مفہوم یہ ہوا کہ وہ جمیع صفاتِ کاملہ پر مشتمل ہے"

(براہین احمدیہ)

توحید باری تعالیٰ صفاتِ الٰہیہ میں سب سے اہم ہے چنانچہ ایک موقع پر صفاتِ الٰہیہ میں سے توحید باری تعالیٰ کا قرآن کریم کی بعض آیات کی روشنی میں حضرت امام جماعت اول نے بڑا پیارا نقشہ کھینچا ہے فرمایا۔

"اگر بڑے لائق لوگوں کی صفیں عمدہ صف باندھ کر عظیم الشان مذہب کی تحقیق میں بیٹھیں وہ مجلس اتنی بڑی ہو کہ پولیس کا انتظام کرنا پڑے پھر اس میں بڑے بڑے لیکچرار اپنے اپنے مضمون پڑھیں تو خلاصہ یہی نکلے گا کہ اللہ ایک ہے"۔

(حقائق الفرقان جلد سوم صفحہ ۴۶۸)

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں

"توحید ہمارے پروردگار کو سب چیزوں سے زیادہ پیاری ہے" توحید سمیت قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی صفاتِ حسنہ کا تذکرہ نہایت اعلیٰ اور احسن رنگ میں کیا گیا ہے اور اس کی بعض صفات کو بار بار دہرایا گیا ہے۔ رب العالمین، رحمان، رحیم اور مالک یوم الدین کی چار صفات کو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے امہات الصفات قرار دیا ہے یہ عجیب خدا کی شان ہے کہ قرآن کریم میں عموماً دعا اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت کے حوالے سے مانگی گئی ہے پھر اللہ کی صفت رحمانیت اور رحیمیت کا سب سے زیادہ ذکر ہے کیونکہ ان صفات کا تعلق ہر ذی روح اجسام سے ہے اللہ تعالیٰ کی صفت مالکیت میں اتنی عظمت ہے کہ اسے امہات الصفات میں سے ماننا کوئی مشکل امر نہیں رہتا۔

اللہ تعالیٰ کی بعض صفات کا اوپر ذکر کیا گیا ہے بعض اور صفات یہ ہیں۔ اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ ہی کی ہے وہ زندہ کرتا اور مارتا بھی ہے۔ وہ ہر چیز کو جانتا ہے اس کا علم آسمانوں پر بھی اور زمین پر بھی حاوی ہے۔ وہ بلند شان والا اور عظمت والا ہے۔ وہ دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور وہ دلوں کی باتوں کو خوب جانتا ہے۔ اللہ یقیناً دانے اور گٹھلیوں کو پھاڑنے والا ہے۔ وہ زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالنے والا ہے۔ وہ صبح کو ظاہر کرنے والا ہے اور اس نے رات کو باعثِ آرام اور سورج اور چاند کو ذریعہ حساب بنایا ہے اور وہی ہے جس نے تمہارے لئے ستاروں کو پیدا کیا ہے تاکہ تم ان کے ذریعہ سے خشکی اور تری کی مشکلات میں راہ معلوم کرو۔ اللہ وہی ہے جس نے آسمان سے پانی اتارا ہے پھر اس کے ذریعہ سے ہر چیز کی روئیدگی پیدا کی ہے اور اس کے ذریعہ سے کھیتی پیدا کی ہے۔ اللہ کی صفات اپنی عقل سے تجویز نہیں ہو سکتیں۔ اللہ تعالیٰ دعاؤں کو سننے والا ہے اور حالات کو دیکھنے والا ہے وہ امن دینے والا سب کا نگران، محافظ، نگہبان، مہربان، ہر چیز کا خالق، موجد، ہر چیز کو مناسب حال صورت دینے والا، گناہ بخشنے والا، غفار، قہار، وہاب، رزق دینے والا، لطیف، خبر رکھنے والا، عظمت والا، بڑائی والا، بلند و برتر، بڑے مرتبے اور شان والا، طاقتور، بڑی زبردست قوت والا، درگزر کرنے والا، ہدایت دینے والا، اپنے بندوں پر بہت شفقت کرنے والا، بڑا نیک سلوک کرنے والا، حلم والا، توبہ قبول کرنے والا، اور بار بار رحمت کرنے والا، کارساز، توبہ قبول کر کے گناہ بخشنے والا اور بصورت دیگر سخت سزا دینے والا، حمید، مجید، ولی، اپنے پیاروں پر ظلموں کا انتقام لینے والا، غنی، جلد حساب لینے والا، ایسا اول کہ اس سے پہلے کوئی شئے نہیں اور ایسا آخر کہ اس کے بعد کوئی شئی نہیں، ایسا ظاہر کہ اس کے فوق کوئی شئی نہیں اور ایسا باطن کہ اس کے سوا کوئی شئی نہیں، زندگی بخشنے والا، بڑی شان والا اور ہمیشہ قائم رہنے والا بادشاہ ہے، ایک اور تنہا ہے، ہر امر پر کامل قدرت رکھنے والا، ہر امر کا حساب لینے والا، بیوی اور بچوں اور کسی کی اولاد ہونے کے بکھیڑوں سے پاک ہے، وعدوں کا سچا، سب لوگوں کو جمع کرنے والا، مہربان آقا اور مددگار، ذوالمعارج، درجات کو بلند کرنے والا، صاحب عرش، بغیر نمونہ کے پیدا کرنے والا، آسمانوں اور زمینوں کو بنانے والا، شکور، کریم حفیظ، قریب، مجیب، محیط، مالک الملک، ذوالجلال والاکرام، ذوالقوۃ رقیب، ودود، ایسی ہستی جس کا کوئی ہم پلہ نہ ہو کوئی چیز اللہ تعالیٰ کو آسمانوں میں اور زمین میں اپنے ارادہ میں ناکام نہیں کر سکتی اور وہ بڑی قدرت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ سب صفات ازلی ابدی ہیں اور کوئی صفت بھی معطل نہیں ہوئی اور نہ کبھی ہوگی ان میں سے بعض صفاتِ جلال اور بعض جمال ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ننانوے صفات ہیں جو شخص ان صفات کو خوب اچھی طرح یاد رکھتا ہے وہ جنتی ہے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں

"وہ مجمع ہے تمام صفاتِ کاملہ کا اور مظہر ہے تمام محامد حقہ کا اور سرچشمہ ہے تمام خوبیوں کا اور جامع ہے تمام طاقتوں کا اور مبدء ہے تمام فیضوں کا اور مرجع ہے ہر ایک شئی کا اور مالک ہے ہر ایک ملک کا اور متصف ہے ہر ایک کمال سے اور منزہ ہے ہر ایک عیب اور ضعف سے....... وہ راستبازوں پر ہمیشہ اپنا وجود ظاہر کرتا رہتا ہے اور اپنی قدرتیں ان کو دکھلاتا ہے اسی سے وہ شناخت کیا جاتا ہے اور اسی سے اس کی پسندیدہ راہ شناخت کی جاتی ہے۔"

(الوصیت)

حضرت امام الاول فرماتے ہیں۔

"صفاتِ الٰہی پر ایمان لانے کی کوشش کرو انسان اگر خدا کے علیم خبیر اور احکم الحاکمین ہونے پر ایمان لاوے اور یقین جانے کہ میں اس کی نظر سے کسی وقت کسی جگہ بھی غائب نہیں ہو سکتا تو پھر بدی کہاں اور کیسے ممکن ہے کہ سرزد ہو... پس یقین جانو کہ اللہ اور اس کے اسماء اور صفات پر ایمان لانے سے بہت بدیاں دور ہو جاتی ہیں"

(حقائق الفرقان جلد اول)

حضرت امام الثانی فرماتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ کی صفات کو سامنے رکھنا اور ان کو زبان سے بار بار یاد کرنا اور ان کا دل سے اقرار کرنا اور اس کی طاقتوں اور قدرتوں کا معائنہ کرنا ذکر اللہ ہے .... اللہ کا ذکر تمام امور سے بڑا ہے۔..."

(تقاریر محمود)

حضرت امام الثالث فرماتے ہیں۔

"جس قدر انسان اس کی صفات کے جلووں سے آگاہ ہوتا ہے اسی قدر اس کی معرفتِ الٰہی بڑھتی چلی جاتی ہے کیونکہ ایسا شخص اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کو بھی جانتا ہے اور اس کے جمال اور اس کی رحمت کو بھی پہچانتا ہے۔

(دورۂ مغرب ۱۴۰۰ھ)

حضرت امام الرابع فرماتے ہیں

"خدا تعالیٰ کی ہستی پر جتنا آپ غور کریں گے اس کی صفات پر غور کریں گے.......... ان سب مضامین کا عرصہ بہت ہی دراز ہے اور بہت وسیع ہے"۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نسیم سیفی

میرا کالم

سچ ایک بہت بڑی دولت ہے ایک خزانہ ہے لیکن جس طرح دولت اور خزانہ کسی نہ کسی رنگ میں فساد پیدا کر سکتے ہیں اسی طرح سچ بھی بعض اوقات فساد پیدا کر دینے کا باعث بنتا ہے۔ حضرت امام جماعت الثانی نے سکول کی مثال دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ جو لڑکا ہر بات جو اپنے اردگرد دیکھتا ہے۔ جا کر ماسٹر سے کہہ دیتا ہے۔ وہ فسادی ہے لیکن جب کسی لڑکے سے ماسٹر پوچھے کہ فلاں بات کس طرح ہوئی تو اس کا سچ بتانا نہایت ضروری ہے۔ گویا کہ ہر بات جسے آپ سچ سمجھتے ہیں اس کا اظہار مناسب نہیں۔ ہر جگہ پر اور ہر موقعہ پر اس کا اظہار سوچ سمجھ کر کرنا پڑتا ہے۔ بعض دوستوں کی عادت ہوتی ہے وہ اپنے کسی دوست کو جلی کٹی سنا کر اپنے دل کے پھپھولے جلا کر کہہ دیتے ہیں۔ معاف کرنا دوست یہ میری بڑی بری عادت ہے کہ میں سچ سے نہیں رہ سکتا۔ میں سچی بات ہر جگہ اور ہر موقعے پر کرنے کے لئے تیار ہوں۔ یا بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہم کسی کو کھری کھری سنا کر اور اس کا دل دکھا کر سمجھتے ہیں کہ ہم نے تو کوئی برا کام نہیں کیا جو ہمارے دل میں تھا ہم نے کہہ دیا۔ اور پھر اس سے معذرت اس طرح کرتے ہیں کہ معاف کرنا یہ میری فطرت کی کمزوری ہے کہ سچی بات میں اپنے دل میں نہیں رکھ سکتا۔ ضرور میرے منہ پر آتی ہے اور میں کہہ دیتا ہوں۔ تمہیں برا تو نہیں لگا۔ وہ کون شخص ہے جسے کھری کھری باتیں جلی کٹی اور دل کے پھپھولے جلا دینے والی باتیں کہی جائیں اور وہ بڑی متانت سے کہے کہ نہیں جی مجھے تو برا نہیں لگا۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ سچ کہنا بڑی اچھی عادت ہے۔ آپ نے سچ ہی کہا ہو گا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہی وہ بات ہے جو معاشرے میں بگاڑ پیدا کرتی ہے۔ آپ بازار میں چلئے ہر جگہ کوئی نہ کوئی سچی بات بتاتے جائیے اور فتنہ کھڑا کر دیجئے۔ اور کہئے کہ میں نے جو کچھ دیکھا اور جو کچھ سنا اور جسے میں درست سمجھتا ہوں وہی کچھ میں نے کہا ہے۔ بے شک میری زبان کسی قدر ترش ہو گئی ہو لیکن باتیں تو سچی ہیں یا یہ ہے کہ اپنے دوست کے ساتھ گاڑھی چھننے کے باوجود اچانک اسے ایسی باتیں کہنا شروع کر دیں۔ جسے آپ سچ سمجھتے ہیں اور جسے آپ اپنے دل کی آواز کہتے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ یہ باتیں آپ کے دل سے نکلی ہیں لیکن جو کچھ آپ کے دل سے نکلتا ہے کیا وہ واقعی درست ہے۔ ہم نے ایک دفعہ سنا تھا۔ کہ دو ممالک آپس میں جھگڑ پڑے۔ ایک ملک والوں نے سوچا کہ ہم اپنا گند اٹھا کر ان کی سرحدوں کے اندر پھینک دیں۔ جب دوسرے ملک والوں نے دیکھا کہ ان کے ساتھ یہ سلوک کیا جا رہا ہے تو بجائے اس کے کہ وہ گند پھینکتے انہوں نے مکھن پنیر اور ایسی ہی دیگر چیزیں اٹھا کر ادھر پھینک دیں۔ لوگ بڑے حیران ہوئے کہنے لگے یہ کیا؟ وہ گند پھینکتے ہیں تم پنیر اور مکھن پھینکتے ہو کہنے لگے بات یہ ہے جو ان کے پاس ہے وہ ہمیں دیتے ہیں جو ہمارے پاس ہے ہم انہیں دیتے ہیں۔ اس لئے یہ کہہ دینا کہ میرے دل میں جو بات آتی ہے وہ میں کہہ دیتا ہوں کوئی عقلمندی نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب تک آپ اپنے دل کی باتوں پر غور نہ کریں اور ان کے متعلق یہ فیصلہ نہ کر لیں۔ کہ وہ درست ہیں اور کہنی چاہئیں اور یہ فیصلہ بھی نہ کر لیں کہ کس وقت کہنی چاہئیں اور کس رنگ میں ان کو بیان کرنا چاہئے۔ اس وقت تک دل کی باتوں کا اظہار کرنا کبھی مفید ثابت نہیں ہوتا۔

ہمارے ایک دوست تھے۔ میرے پاس آئے کہنے لگے میں نے سنا ہے کہ دفتر میں آپ نے میرے متعلق یہ کارروائی کی ہے۔ میں نے کہا کہ ہاں میں نے کی ہے۔ میں یہ کارروائی کرنے کا حق رکھتا ہوں۔ اور ساتھ ہی میں نے انہیں ایک اور بات سمجھائی اور وہ یہ کہ دوست یہ دیکھ لو اس خدا نے ہمارے دل ڈھانکے ہوئے ہیں۔ میرا دل آپ کو نظر نہیں آتا آپ کا دل مجھے نظر نہیں آتا۔ آپ کے دل میں کیا ہے مجھے نہیں معلوم۔ میرے دل میں کیا ہے آپ کو نہیں معلوم۔ اگر آپ کو یہ پتہ چل جائے کہ میرے دل میں کیا ہے اور وہ بات آپ کو اچھی نہ لگے تو یقیناً آپ میرا سر پھوڑ دیں۔ اور اگر مجھے پتہ چل جائے کہ آپ کے دل میں جو بات ہے وہ میرے لئے مناسب نہیں ہے تو میں بھی آپ سے کچھ ایسا ہی سلوک کروں۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے دل ڈھانکے ہوئے ہوں۔ ہمارے دل کی ساری باتیں فوری طور پر باہر نہیں آ جاتیں۔ سوائے اس شخص کے جس میں فراست کم ہے جو عقلمند ہونے کے باوجود کبھی کبھی پھسل جاتا ہے۔ کبھی کبھی نہیں اکثر پھسل جاتا ہے۔ اور یہ کہہ کر معذرت کر لیتا ہے کہ میرے دل میں جو کچھ تھا میں نے کہہ دیا۔ اگر آپ کے دل میں آگ بھری ہوئی ہے اور آپ نے وہ آگ دوسرے پر انڈیل دی ہے۔ اگر آپ کے دل میں گند بھرا ہوا ہے اور آپ نے وہ گند دوسروں پر پھینک دیا ہے تو کہئے کہ کیا آپ نے اچھا کام کیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ پس جس طرح حضرت امام جماعت الثانی نے فرمایا تھا کہ اگر جماعت میں کوئی لڑکا ادھر ادھر دیکھتے ہوئے ہر بچے کی شکایت لگانے لگے تو اسے شکائتی رقعہ کہیں گے۔ اسے فسادی کہیں گے۔ لیکن جب ماسٹر کسی سے پوچھے کہ واقعہ کیا ہوا ہے تو اس کا فرض ہے کہ وہ سچی بات بیان کر دے۔

اس کا نام ہے سچ۔ سچ اس بات کا نام نہیں ہے۔ کہ جو کچھ آپ کے دل میں ہے آپ نے کہہ دیا۔ کون جانتا ہے کہ جو کچھ آپ کے دل میں ہے۔ وہ سچ ہے یا نہیں۔ آپ اسے درست تو سمجھتے ہیں لیکن درست ہونا اور سچ ہونا دو مختلف اور بعض اوقات متضاد باتیں ہوتی ہیں۔ پس اس بات کا ہمیشہ خیال رکھئے کہ آپ کے دل میں جو کچھ ہے پہلے اسے پرکھ لیجئے۔ اس کی جانچ پڑتال کر لیجئے۔ پھر یہ دیکھئے کہ وہ بات کس وقت کس موقعہ پر کس رنگ میں بیان کرنی ہے۔ اگر آپ ایسا نہیں کر سکتے تو مجھے کہنے دیجئے آپ کا یہ کہنا کہ میری فطرت کی کمزوری یہ ہے کہ میں سچی بات کہہ دیتا ہوں فساد پیدا کرنے والی بات ہے۔

بشکریہ روزنامہ ڈان ۲۹۔اکتوبر ۹۴ء

گورداسپور، ظفراللہ اور قائداعظم

انگریزی روزنامہ ڈان کے ۲۹۔اکتوبر ۱۹۹۴ء کے شمارے میں خطوط کے کالم میں ائیر مارشل (ریٹائرڈ) ظفر چوہدری لاہور کینٹ سے لکھتے ہیں۔

یہ خط پروفیسر شاہ فرید الحق کے اس خط کے سلسلے میں ہے جو انہوں نے ڈان کے ۱۵۔اکتوبر کے شمارے میں "رواداری کی حدود" کے عنوان کے تحت لکھا تھا۔

اس خط سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ان لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے جو اصلی حقائق سے خود آگاہ ہونے کی زحمت اٹھانے کے حق میں نہیں ہوتے۔

زیر بحث مسئلہ (نمبر ۱) یہ حقیقت ہے کہ قائداعظم نے ظفراللہ خان پر اعتماد کیا۔ لیکن انہوں نے اس طرح اس اعتماد کو توڑ دیا کہ انہوں نے پنجاب کی ایسی تقسیم کو مان لیا جس سے ہندوستان کو کشمیر پر قبضہ کرنے کا موقعہ مل گیا۔ اور پاکستان کی تکمیل کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا۔

حقائق (نمبر ۱) پنجاب کی تقسیم جس کا فیصلہ باؤنڈری کمیشن نے دیا تھا وہ قائداعظم نے تسلیم کیا تھا نہ کہ ظفراللہ نے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ظفراللہ نے اس اعتماد کو توڑا جو کہ ان پر کیا گیا تھا۔ تو اس سلسلے میں مناسب ہو گا کہ جسٹس منیر کے خیالات پر توجہ دی جائے جو کہ پنجاب باؤنڈری کمیشن کے ممبر تھے۔ انہوں نے اپنی رپورٹ میں جو کہ پنجاب کے ۱۹۵۳ء کے فسادات کے بارے میں قائم کی گئی کورٹ آف انکوائری میں کہے وہ یہ ہیں۔

"گورداسپور کے بارے میں احمدیوں کے خلاف گندے اور بے بنیاد الزامات لگائے گئے ہیں۔ اس کورٹ کا صدر جو کہ اس کمیشن کا ایک ممبر تھا یہ اپنا فرض سمجھتا ہے کہ جس بہادری سے چوہدری ظفراللہ خان نے گورداسپور کا کیس لڑا اس کے لئے چوہدری صاحب کے لئے شکریہ کے جذبات یہاں ریکارڈ کروائے۔ جس قسم کی بے لوث خدمات انہوں نے مسلم برادری کے لئے کیں۔ ان کے ہوتے ہوئے یہ انتہائی شرمناک احسان ناشناسی ہو گی کہ ان کا ذکر اس طرح سے کیا جائے جس طرح سے بعض جماعتوں نے اس کورٹ آف انکوائری کے سامنے کیا ہے۔"

مسئلہ زیر بحث (نمبر ۲) یہ حکومت کا فرض ہے کہ وہ مذہب اور اسلام کے مفادات کی حفاظت کرے۔ اسی لئے ۱۹۷۴ء میں حکومت پاکستان نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا تاریخی اور دلیرانہ فیصلہ کیا۔

حقائق (نمبر ۲) اس سلسلے میں قائداعظم کے خیالات ان کی اس تقریر کے اقتباسات میں دیکھے جا سکتے ہیں جو انہوں نے ۱۱۔اگست ۱۹۴۷ء کو دستور ساز اسمبلی میں کی۔ انہوں نے فرمایا کہ اسلام اور اس کے فلسفہ نے ہمیں جمہوریت کا سبق دیا ہے۔ اس نے ہمیں انسانوں کی برابری 'انصاف' اور ہر ایک سے برابر کے سلوک کا سبق دیا ہے۔ لیکن بہرحال پاکستان ایک مذہبی ریاست نہیں ہو گی جہاں مولوی اس کو ایک خدائی مشن سمجھتے ہوئے ملک پر حکومت کرنے لگیں۔ ہمارے ملک میں بہت سے غیر مسلم ہیں جن میں ہندو عیسائی اور پارسی شامل ہیں۔ لیکن وہ سب پاکستانی ہیں۔ ان کو وہی حقوق حاصل ہوں گے اور ان کو وہی مراعات حاصل ہوں گی جو کسی بھی شہری کو پاکستان میں حاصل ہوں۔ اور وہ بھی پاکستان کے معاملات میں باقی لوگوں کی طرح

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مولانا ابوالکلام آزاد (تلخیص ابوطاہر فارانی)

"انسانیت موت کے دروازے پر"

انسان کی پوری زندگی کا دردانگیز خلاصہ آخری چند لمحے ہوتے ہیں۔ اس وقت کمسنی جوانی۔ اور بڑھاپے کے تمام بھلے برے اعمالِ زیست مصنوعی نقاب پھاڑ کر ایک نقطے پر سمٹ آتے ہیں۔ کبھی درد و عبرت کے چند جملے فغاں بن کر زبان سے بہہ نکلتے ہیں۔ اور کبھی یاس و حسرت کے چند پیازی اشک بن کر آنکھ سے ٹپک پڑتے ہیں۔ اس مضمون میں مولانا ابوالکلام آزاد کی ایک صحیفہ درد قسم کی تصنیف "انسانیت موت کے دروازے پر" سے وجوہ رحلت و شہادت کے پس منظر اور سیاق و سباق سے بے نیاز ہو کر صرف انہی دردانگیز جملوں اور دل گداز آنسوؤں کو جمع کیا گیا ہے۔

چارہ گر منہ تک رہے ہیں نزع کا ہنگام ہے
زندگی کی ساری صبحوں کی یہ تنہا شام ہے
(ثاقب زیروی)

رحلت نبی کریم ﷺ "... حضرت رحمۃ للعالمین ﷺ حضرت عائشہؓ کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ نزع کا وقت آ پہنچا تھا۔ پانی کا پیالہ پاس رکھا ہوا تھا۔ اس میں ہاتھ ڈالتے تھے اور چہرے پر پھرا لیتے تھے۔ روئے اقدس کبھی سرخ ہو جاتا تھا اور کبھی زرد پڑ جاتا تھا۔ زبان مبارک آہستہ آہستہ ہل رہی تھی (خدا کے سواء کوئی معبود نہیں اور موت تکلیف کے ساتھ ہے)

حضرت عبدالرحمانؓ بن ابوبکرؓ ایک تازہ مسواک کے ساتھ آئے تو حضورؐ پاک نے مسواک پر نظر جما دی۔ حضرت عائشہؓ سمجھ گئیں کہ مسواک فرمائیں گے۔ ام المومنینؓ نے دانتوں میں نرم کر کے مسواک پیش کی اور آپ نے بالکل تندرستوں کی طرح مسواک کی۔ دہان مبارک پہلے ہی طہارت کا سراپا تھے اب مسواک کے بعد اور بھی مجلّا ہو گیا۔ یک لخت ہاتھ اونچا کیا کہ گویا کہیں تشریف لے جا رہے ہیں۔ پھر زبان قدس سے نکلا۔

(اور اب کوئی نہیں صرف اس کی رفاقت منظور ہے۔ اب کوئی نہیں صرف اس کی رفاقت منظور ہے۔ اب کوئی نہیں صرف اس کی رفاقت منظور ہے۔ تیسری آواز پر ہاتھ لٹک آئے پتلی اوپر کو اٹھ گئی اور روح ہمیشہ کے لئے روح قدس کو رخصت ہو گئی۔ یہ ربیع الاول ۱۱۔ ہجری دو شنبہ کا دن اور چاشت کا وقت تھا۔ عمر مبارک قمری حساب سے ۶۳ سال اور ۴ دن ہوئی۔

وفات صدیقؓ "انتقال کے روز دریافت فرمایا حضرت محمد ﷺ نے کس روز رحلت فرمائی تھی۔ لوگوں نے کہا دو شنبہ (پیر) کے روز۔ ارشاد فرمایا تو میری آرزو بھی یہی ہے کہ میں آج رخصت ہو جاؤں اگر اللہ تعالیٰ اسے پورا کر دے تو میری قبر آنحضرت ﷺ کے مرقد مبارک کے پاس بنائی جائے" اب وفات کا وقت قریب آ رہا تھا۔ حضرت عائشہؓ صدیقہ سے دریافت فرمایا حضرت محمد ﷺ کو کتنے کپڑوں کا کفن دیا گیا تھا۔ عرض کیا تین کپڑوں کا۔ ارشاد فرمایا۔ میرے کفن میں بھی تین کپڑے ہوں۔ دو یہ چادریں جو میرے بدن پر ہیں دھو لی جائیں اور ایک کپڑا نیا لیا جائے۔ حضرت صدیقہؓ نے دردمندانہ کہا۔ "ابا جان ہم اس قدر غریب نہیں ہیں کہ نیا کفن بھی نہ خرید سکیں" ارشاد فرمایا:

نئے کپڑے کی مردوں کی نسبت زندوں کو زیادہ ضرورت ہے میرے لئے یہی پھٹا پرانا ٹھیک ہے۔ موت کی ساعتیں لحہ بہ لحہ قریب آ رہی تھیں حضرت عائشہؓ صدیقہ اس ڈوبتے ہوئے چاند کے سرہانے بیٹھی تھیں غم آلود اور حسرت انگیز خیالات آنسوؤں کے ساتھ ساتھ دماغ کی پنہائی سے اشعار اتر رہے تھے۔ اور زبان سے بہہ رہے تھے۔ حضرت عائشہؓ نے یہ شعر پڑھا۔ بہت سی نورانی صورتیں ہیں جن سے بادل بھی پانی مانگتے تھے وہ یتیموں کے فریاد رس تھے اور بیواؤں کے پشت پناہ تھے۔

یہ سن کر حضرت صدیقؓ نے آنکھیں کھول دیں۔ اور فرمایا۔ "میری بیٹی! یہ رسول اللہ کی شان تھی"

حضرت عائشہؓ نے دوسرا شعر پڑھا۔ قسم ہے تیری عمر کی جب موت کی ہچکی لگ جاتی ہے تو پھر کوئی زر و مال کام نہیں دیتا۔ "فرمایا یہ نہیں اس طرح کہو۔ "موت کی بے ہوشی کا صحیح وقت آگیا۔ یہ وہ ساعت ہے جس سے تم بھاگتے تھے۔" پاک زندگی کا خاتمہ اس کلام پر ہوا اے اللہ مجھے مسلمان اٹھا اور اپنے نیک بندوں میں شامل کر" جب روح اقدس نے پرواز کی تو ۲۲ / جمادی الآخر ۱۳ ہجری تاریخ تھی۔ دو شنبہ کا دن تھا۔ عشاء اور مغرب کا درمیانی وقت عمر شریف ۶۳ سال تھی ایام خلافت ۲/ برس ۳ مہینے اور ۱۱ دن۔"

شہادت فاروقؓ انتقال سے تھوڑا عرصہ پہلے اپنے بیٹے عبداللہ سے ارشاد فرمایا "میرے کفن میں بے جا صرف نہ کرنا میں اللہ کے ہاں بہتر ہوں تو مجھے از خود بہتر لباس مل جائے گا اگر بہتر نہیں ہوں تو بہتر کفن بے فائدہ ہو گا۔" پھر فرمایا میرے لئے لمبی چوڑی قبر نہ کھدوائی جائے۔ اگر میں اللہ کے ہاں مستحق رحمت ہوں تو از خود میری قبر حد نگاہ تک وسیع ہو جائے گی۔ اگر مستحق رحمت نہیں ہوں تو قبر کی وسعت میرے عذاب کی تنگی کو دور نہیں کر سکتی۔ "پھر فرمایا میرے جنازے کے ساتھ کوئی عورت نہ چلے۔ مجھے مصنوعی صفات سے یاد نہ کیا جائے۔ جب میرا جنازہ تیار ہو جائے تو مجھے جلد سے جلد قبر میں پہنچا دیا جائے اگر میں مستحق رحمت ہوں تو مجھے رحمت ایزدی تک پہنچانے میں جلدی کرنی چاہئے۔ اگر مستحق عذاب ہوں تو ایک برے آدمی کا بوجھ جس قدر جلد کندھوں سے اتار پھینکا جائے اسی قدر بہتر ہو گا" ان دردانگیز وصایا کے تھوڑے ہی عرصہ بعد فرشتہ اجل سامنے آگیا۔ اور آپ جاں بحق ہو گئے یہ ہفتہ کا دن تھا ۲۴ ہجری اس وقت عمر ۶۳ برس تھی۔"

شہادتِ عثمانؓ تمام مسلمان پہریدار اوپر کی منزل پر بیٹھے ہوئے تھے کہ چند باغی دیوار پھاند کر حرم سرا میں داخل ہو گئے۔ حضرت عثمانؓ نیچے کے مکان میں تن تنہا مصروف تلاوت تھے۔ محمد بن ابوبکرؓ نے قابل افسوس حرکت کا ثبوت دیا۔ آگے بڑھا اور ہاتھ بڑھا کر حضرت عثمانؓ کی ریش مبارک پکڑ لی اور اسے زور زور سے کھینچنے لگا۔ حضرت عثمان نے فرمایا۔

"بھتیجے اگر آج حضرت صدیقؓ اکبر زندہ ہوتے تو اس منظر کو پسند نہ فرماتے" اب محمد بن ابوبکرؓ پشیمان ہو گیا اور پیچھے ہٹ گیا مگر کنانہ بن بشیر نے پیشانی مبارک پر لوہے کی سلاخ سے ایک دردناک ضرب ماری اور رسول اللہ کا یہ بزرگ ترین نائب زمین پر گر پڑا اور فرمایا (اللہ کے نام کے ساتھ میں نے اللہ پر توکل کیا) دوسری ضرب سودان بن عمران نے ماری جس سے خون کا فوارہ چل نکلا۔ عمرو بن حمق کو یہ سفاہت ناکافی معلوم ہوئی یہ ذلیل ترین بدوی حضرت عثمانؓ کے سینے پر کھڑا ہو گیا اور جسم مبارک و مطہر کو نیزے سے چھیدنے لگا۔ اسی وقت ایک اور بے رحم نے تلوار چلائی۔ جس کا وار حضرت نائلہ نے ہاتھ سے روکا۔ تو ان کی تین انگلیاں کٹ کر گر گئیں۔ اسی کش مکش کے دوران میں حضرت امیرالمومنین بے دم ہو رہے تھے کہ مرغ روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا۔ (یقیناً ہم اللہ کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں)

چونکہ حضرت عثمانؓ اس وقت تلاوت فرما رہے تھے اور قرآن مجید سامنے کھلا تھا اس لئے خون ناحق نے جس آیت پاک کو رنگین کیا وہ یہ تھی۔ ترجمہ = "خدا کی ذات تم کو کافی ہے وہ علیم ہے اور حکیم ہے۔" جمعہ کے دن عصر کے وقت شہادت ہوئی۔"

شہادت مرتضیٰؓ زخمی ہونے کے بعد گھر پہنچائے گئے تو آپ نے قاتل کو طلب کیا اور فرمایا" او دشمنِ خدا کیا میں نے تجھ پر احسان نہیں کئے تھے؟ اس نے کہا "ہاں" پھر تو نے ایسی حرکت کیوں کی؟ کہنے لگا۔

"میں نے اسے (تلوار کو) چالیس دن تیز کیا تھا اور خدا سے دعا مانگی تھی کہ اس سے بدترین مخلوق قتل کرائے" فرمایا "میں سمجھتا ہوں تو اسی سے قتل کیا جائے گا۔ اور خیال کرتا ہوں تو ہی بدترین مخلوق ہے" پھر حضرت حسنؓ سے فرمایا۔ "یہ قیدی ہے اس کی خاطر تواضع کرو۔ اچھا کھانا دو۔ نرم بچھونا دو۔ اگر زندہ رہوں گا تو اپنے خون کا سب سے زیادہ دعویدار میں ہوں گا اگر میں مرجاؤں تو اسے بھی میرے پیچھے روانہ کر دینا۔ رب العالمین کے حضور اس سے جواب طلب کروں گا اگر میں اس کی ضرب سے مرجاؤں تو ایسی ہی ضرب سے اسے بھی مارنا۔ اس کے ناک کان کاٹ کر لاش خراب نہ کرنا۔" کچھ دیر کی بے ہوشی کے بعد آنکھیں کھولیں حضرت حسنؓ و حسینؓ کو تقویٰ الٰہی کی وصیت کی تیسرے صاحبزادہ محمد بن الحنفیہ کو بھائیوں کی تعظیم و اطاعت کی ہدایت کی۔ حسنؓ و حسینؓ کو محمد بن الحنفیہ کا ہر رنگ میں خیال رکھنے کی تاکید فرمائی۔ پھر ایک مبسوط وصیت لکھوائی جس میں اولاد کو تقویٰ اللہ۔ قرآن نماز فقراء و یتامیٰ صحابہؓ اور اسوہ حسنہ کے متعلق ارشادات نبوی کی روشنی میں ہدایات فرمائیں اور اس کے بعد "نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے" کہہ کر ہمیشہ کے لئے آنکھیں بند کر لیں۔"

شہادتِ حسینؓ اب آپ ہر طرف سے نرغہ میں تھے۔ آپ نے پکار کر کہا۔

کیوں میرے قتل پر ایک دوسرے کو ابھارتے ہو۔ واللہ میرے بعد کسی بندے کے قتل پر خدا اتنا ناخوش نہ ہو گا۔ جتنا میرے قتل پر ناخوش ہو گا۔"

ساعت آخر آ چکی تھی زرعہ بن شریک تمیمی نے آپ کے بائیں ہاتھ کو زخمی کر دیا۔ پھر شانے پر تلوار ماری۔ آپ کمزوری سے لڑکھڑائے۔ لوگ ہیبت سے پیچھے ہٹے مگر سنان بن انس نخعی نے بڑھ کر نیزہ مارا اور آپ زمین پر گر پڑے اس نے ایک شخص سے کہا "سر کاٹ لے" وہ سر کاٹنے کے لئے لپکا مگر جرأت نہ ہوئی سنان بن انس نے دانت پیس کر کہا "خدا تیرے ہاتھ شل کر ڈالے" پھر جوش سے اترا اور آپ کو ذبح کیا اور سر تن سے جدا کر دیا۔ جعفر بن محمد بن علی سے مروی

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادرفتگان

منور احمد کاٹھ گڑھی

مکرم چوہدری عبدالرحمان صاحب فاضل کاٹھ گڑھی

خاکسار کے حقیقی چچا مکرم چوہدری عبدالرحمان صاحب فاضل کاٹھ گڑھی کی وفات مورخہ ٩٤-٢-٦ کو ہوئی۔ اور تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ٩٤-٢-٧ بعد نماز مغرب ہوئی۔ آپ مکرم چوہدری عبدالسلام صاحب کاٹھگڑھی رفیق حضرت بانی سلسلہ کے بیٹے اور مکرم چوہدری عبدالرحیم خان صاحب کاٹھ گڑھی سابق آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ کے برادر اصغر تھے۔ آپ نے دسمبر ١٩٦٤ء میں وصیت کی۔ بیماری کے آخری ایام میں بھی وصیت کے حساب کے بارے میں ذکر کرتے رہتے۔

قادیان سے ١٩٣٦ء میں مولوی فاضل پاس کیا۔ کچھ عرصہ مرکز سلسلہ قادیان میں خدمات بجالاتے رہے۔ مگر بعد میں ہمارے نانا جان مکرم چوہدری عبدالمنان صاحب کی تحریک پر آپ کو قادیان سے ملازمت ترک کرکے کاٹھ گڑھ اپنا مقامی سکول چلانے کے لئے آنا پڑا۔ کاٹھ گڑھ کا احمدیہ سکول پرائمری تک گورنمنٹ سے منظور شدہ تھا۔ جماعت کی سرپرستی سے چلتا تھا شروع میں ہمارے دادا جان مکرم چوہدری عبدالسلام صاحب نے یہ فریضہ اپنے ذمہ لیا۔ سکول کو مڈل کا درجہ دینے کے لئے ہمارے نانا جان نے چچا جان کو قادیان سے بلایا۔ اور ان کی ذاتی کوشش سے معمولی مشاہرہ پر کام کرکے مڈل تک سکول کو چلایا۔ کچھ اور اساتذہ بھی اپنی کوشش سے مہیا کئے۔

تقسیم پاک و ہند سے قبل سکولوں کی تعداد بہت کم ہوتی تھی۔ کاٹھ گڑھ میں آریہ سکول قائم تھا۔ مگر مسلمانوں کے لئے دینی تعلیم کا بالکل انتظام نہ تھا۔ لہٰذا اس احمدیہ سکول سے بغیر کسی تمیز کے علاقہ کے لوگوں نے فیض پایا۔ یہاں تک کہ سکھ طالب علم بھی اس سکول سے تعلیم حاصل کرتے رہے۔ ١٩٤٧ء کے اوائل میں اس سکول کو ہائی کا درجہ دلانے کے لئے مکرم چوہدری عبدالرحیم صاحب رئیس کاٹھ گڑھ کے تعاون سے مہم چلائی۔ اور ہائی کلاسز کا اجراء کیا۔ مگر جلد ہی ملک تقسیم ہو گیا۔ پاکستان میں مختلف جگہوں پر بطور عربی ٹیچر کے کام کیا۔ ملازمت سے ریٹائر ہونے کے بعد گکی نو ضلع جھنگ میں مستقل رہائش اختیار کی۔ گکی نو جماعت کی تعلیم و تربیت کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتے۔ گکی نو احمدیہ بیت الذکر شروع میں کچی تھی۔ بعد میں پختہ تعمیر کرنے کے لئے آپ نے بھرپور کوشش کی۔ مختلف ذرائع سے رقم اکٹھی کرکے اس کو تعمیر کرایا۔

ڈش انٹینا نصب کروانے میں اپنی ذاتی مساعی کو بروئے کار لاکر کام سرانجام دیا۔ گکی نو کے مشن ہاؤس کی تعمیر کا فکر رکھتے۔ مقامی جماعت کی بیوگان' بے سہارا عورتوں کا خیال رکھتے ان کی مالی امداد کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتے۔ آپ نفاست پسند اور نماز کے پابند تھے۔ کاٹھ گڑھ میں امام الصلوٰۃ کے فرائض انجام دیتے رہے۔ اس لئے کاٹھ گڑھ کے لوگ آپ کو صوفی صاحب کہہ کر پکارتے تھے۔ سلسلہ سے والہانہ عشق تھا۔ چندوں کی ادائیگی میں اپنی والدہ کو ہمیشہ نصیحت کرتے رہتے۔ ہمیشہ کوشش کرتے کہ جماعت کے ذمہ چندوں کا بقایا نہ رہے بقایا داران کو باقاعدگی سے توجہ دلاتے رہے۔ سلسلہ کے جرائد کا باقاعدگی سے مطالعہ کرتے۔ آئمہ جماعت سے والہانہ عشق رکھتے۔ ملاقات کے وقت مرکز سلسلہ کے حالات دریافت کرتے۔ دینی باتوں کے بارے میں دریافت کرکے بہت خوش ہوتے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو آواز بہت اچھی عطا کی تھی۔ درثمین کلام محمود سے خوش الحانی سے نظمیں پڑھنے کا شوق رکھتے۔ اپنے بچوں سے بھی نظمیں پڑھوا کر خوش ہوتے امام جماعت کی کیسٹس سنتے۔ وفات سے چند روز قبل فیصل آباد میں اپنے بیٹے کے گھر مجھ سے ذکر کیا کہ مکرم الیاس صاحب مجھے کیسٹس دے جاتے ہیں جن کو سن کر دل بہت خوش ہو جاتا ہے۔ شادی کے اوئل میں آپ کے کئی بچے فوت ہوئے۔ کئی سال بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو اولاد سے نوازا۔ بیوہ کے علاوہ دو بیٹے رانا عبدالستار صاحب ایم اے ایسوسی ایٹ پروفیسر شورکوٹ شہر۔ اور مکرم رانا عبدالشکور خان صاحب سب انجنیئر فیصل آباد یادگار چھوڑے ہیں۔ بیٹے شادی شدہ ہیں اور صاحب اولاد ہیں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے چچا جان کو جوار رحمت میں جگہ دے۔

بقیہ صفحہ ۵

ہے کہ قتل کے بعد دیکھا گیا کہ آپ کے جسم پر نیزے کے ٣٣ زخم اور تلوار کے ٣٤ گھاؤ تھے۔"

عمرو بن العاصرضی اللہ عنہ "عمرو بن العاص"رضی اللہ عنہ زندگی میں اکثر کہا کرتے تھے مجھے ان لوگوں پر تعجب ہے جن کے موت کے وقت حواس درست ہوتے ہیں۔ لوگوں کو یہ بات یاد تھی۔ جب وہ خود اس منزل پر پہنچے۔ تو عبداللہ بن عباس نے یہ مقولہ یاد دلایا ایک روایت میں ہے کہ خود ان کے بیٹے نے سوال کیا تھا۔ عمرو بن العاص" نے ٹھنڈی سانس لی اور جواب دیا جانِ من موت کی صفت بیان نہیں ہو سکتی۔ موت ناقابل بیان ہے مجھے اس وقت ایسا معلوم ہوتا ہے گویا آسمان زمین پر ٹوٹ پڑا ہے اور میں دونوں کے درمیان پڑ گیا ہوں" پھر بولے گویا میری گردن پر رضوی پہاڑ رکھا ہے۔ گویا میرے پیٹ میں کھجور کے کانٹے بھر گئے ہیں گویا میری سانس سوئی کے ناکے میں سے نکل رہی ہے۔"

جب وہ بالکل آخری وقت آگیا تو انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا دیئے مٹھیاں کس لیں اور دعا کے لئے یہ کلمات زبان پر تھے۔ الٰہی تو نے حکم دیا ہم نے عدولی کی۔ الٰہی تو نے منع کیا اور ہم نے نافرمانی کی۔ الٰہی میں بے قصور نہیں ہوں۔ کہ معذرت کروں۔ طاقتور نہیں ہوں کہ غالب آجاؤں۔ اگر تری رحمت شامل حال نہ ہو گی۔ تو ہلاک ہو جاؤں گا۔ اس کے بعد تین مرتبہ کہا (۔۔۔) اور جان بحق تسلیم ہو گئے۔"

حجاج بن یوسف "سکرات الموت میں لوگوں نے اس کے عہد اقتدار کے ظلم یاد دلائے تو سن کر مبہوت ہو گیا۔ دیر تک سناٹے میں رہا۔ پھر اس نے ٹھنڈی سانس لی۔ آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے اور آسمان کی طرف نظر اٹھا کر کہا الٰہی مجھے بخش دے کیوں کہ لوگ کہتے ہیں کہ تو مجھے نہیں بخشے گا۔" پھر یہ شعر پڑھا۔

(الٰہی مجھے بندوں نے ناامید کر دیا ہے حالانکہ میں تجھ سے بڑی ہی امید رکھتا ہوں۔ یہ کہا اور آنکھیں بند کر لیں۔)

معاویہرضی اللہ عنہ **بن ابی سفیان** موت کی بے ہوشی طاری تھی کہ یزید نے رو کر یہ شعر پڑھا وہ بڑا ہی عاقل و مدبر و فہیم ہے لیکن موت کے وقت کوئی تدبیر کام نہ آئی۔ امیر معاویہ" نے یہ سن کر آنکھیں کھول دیں اور کہا

" اے میرے فرزند مجھے جس بات پر سب سے زیادہ خوف ہے وہ تجھ سے میرا برتاؤ ہے۔"

جان پدر! ایک مرتبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھا۔ جب آپ ضروریات سے فارغ ہوئے یا وضو کرتے تو میں دست مبارک پر پانی ڈالتا آپ نے میرا کرتہ دیکھا جو مونڈھے سے پھٹ گیا ہوا تھا۔ فرمایا! معاویہ! تجھے کرتہ پہنا دوں "میں نے عرض کیا" میں آپ پر قربان ضرور ضرور چنانچہ آپ نے کرتہ عنایت کیا۔ مگر میں نے ایک مرتبہ سے زیادہ نہیں پہنا۔ وہ میرے پاس اب تک موجود ہے ایک دن رسول اللہ نے بال ترشوائے تھے تو میں نے تھوڑے سے بال اور کترے ہوئے ناخن اٹھا لئے تھے وہ بھی آج تک میرے پاس شیشی میں رکھے ہیں۔ دیکھ جب میں مرجاؤں تو غسل کے بعد یہ بال اور ناخن میرے آنکھوں کے حلقوں اور نتھنوں میں رکھ دینا پھر رسول اللہ کا کرتہ بچھا کر اس پر لٹانا اور کفن پہنانا۔ اگر مجھے کسی چیز سے نفع پہنچ سکتا ہے تو وہ یہی ہے۔ سکراتِ موت کے عالم میں یہ شعر پڑھا۔

اگر ہم مر جائیں گے تو کیا کوئی بھی ہمیشہ زندہ رہے گا کیا موت کسی کے لئے کوئی عیب ہے؟

عین وفات کے وقت یہ شعر پڑھے کاش میں نے کبھی سلطنت نہ کی ہوتی۔ کاش لذتیں حاصل کرنے میں میں اندھا نہ ہوتا۔ کاش اس فقیر کی طرح ہوتا۔ جو تھوڑے پر زندہ رہتا ہے۔۔۔" (عقد الفرید)

بقیہ صفحہ ۴

اپنا جائز کردار ادا کرنے کے حق دار ہوں گے۔ آپ کسی بھی مذہب' عقیدہ' یا ذات سے تعلق رکھتے ہوں' اس بات کا حکومت سے کوئی تعلق نہیں ہو گا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ان خیالات کو بطور اپنے نصب العین کے اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔

زیر بحث مسئلہ (نمبر ٣) مسلمان ایک غیر مسلم سے نفرت نہیں کرتے۔ لیکن کسی غیر مسلم کو مسلم کہنا یا اسے بطور مسلم تسلیم کرنا ناقابل برداشت ہے۔ یہ منافقت ہے جو ہمیشہ بہت قابل نفرت ہے۔

حقائق (نمبر ٣) اس بات کا فیصلہ کرنے سے پہلے کہ آیا کوئی شخص کسی خاص مذہب سے تعلق رکھتا ہے کہ نہیں یہ ضروری ہے کہ اس خاص مذہب کے ضروری عناصر کا تعین کیا جائے۔ کسی بھی صورت میں مذہب ضمیر کا ایک معاملہ ہے۔ اور یہ کسی شخص پر بھی دوسروں کی طرف سے جبرا ٹھونسا نہیں جا سکتا۔ جسٹس مسٹر ایم منیر اور ایم۔ آر۔ کیانی۔ بہت سارے ممتاز علماء سے اس مسئلہ پر بحث کے بعد جس فیصلے پر پہنچے اس کا ذکر انہوں نے اس طرح کیا ہے "علما نے اس مسئلہ پر جو تعریفیں پیش کی ہیں ہم اس کے سوا اور کوئی تبصرہ نہیں کر سکتے کہ کوئی سے بھی دو عالم اس بنیادی مسئلے پر آپس میں متفق نہیں ہیں۔ اگر ہم اس بات کی کوشش کریں کہ ہم اپنی طرف سے کوئی تعریف پیش کریں جس طرح ہر ایک عالم نے کی ہے۔ اور وہ تعریف اس تعریف سے مختلف ہو جو ان تمام علماء نے کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واقفینِ نو

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام واقفینِ نو کو صحت و تندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے اور وہ بڑے ہو کر خود اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

عبدالمتین ابن طاہر محمود گوٹھ شریف آباد سندھ

سعید احمد طاہر ابن بشیر احمد ربوہ

زاہد قمر ابن سیٹھ رشید احمد ربوہ

بشیرالدین ابن منیرالدین چنیوٹ

عاصمہ فضل بنت فضل احمد بیدا دپور روڑکاں ضلع شیخوپورہ

عتیق احمد ناصر ابن حمید احمد بھٹی ربوہ

فائق محمود گل ابن طارق محمود گل بھوڑو۔ ضلع شیخوپورہ

سجیل احمد ابن بشیر احمد ربوہ

نثار احمد ابن گلزار احمد گوٹھ نصیر چانڈیو سندھ

نصیب احمد ابن ظفراللہ خان چک ۷۲ ایہ

زاہد احمد بشارت ابن بشارت علی گوٹھ شریف آباد سندھ

خط و کتابت کرتے وقت چارٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

ہیں تو ہم کو یہ تمام علماء متفقہ طور پر دائرہ اسلام سے خارج کر دیں گے۔ اور اگر ہم ان علماء میں سے کسی ایک کی تعریف کو قبول کر لیں تو اس عالم کے خیال میں تو ہم مسلمان ہی رہیں گے لیکن باقی سب علماء کی تعریف کی رو سے ہم کافر ہو جائیں گے۔"

ان تمام باتوں سے ظاہر ہے کہ اسلام کے ارفع مذہب پر کسی شخص کی اجارہ داری کو تسلیم نہیں کیا جا سکتا اور کسی شخص کو بھی یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی دوسرے شخص کے مذہب کے متعلق کسی قسم کا فیصلہ کرے۔ ایمان انسان اور اس کے خالق کے درمیان ایک تعلق ہے۔ اور کسی فرد یا کسی ادارے کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ ان دونوں کے درمیان حائل ہو۔

(ڈان ۲۹۔ اکتوبر ۱۹۹۴ء)

بقیہ صفحہ ۱

طرف بلاتے ہیں۔ مگر دین حق استباق کی طرف بلاتا ہے۔ کہ نیکی میں ایک دوسرے سے آگے بڑھو۔ سبقت کے معنی ہیں آگے بڑھنا۔ اور استباق کے معنے ہیں ایک دوسرے سے آگے بڑھنا۔ (۔) گو لفظاً سب مذاہب نیکی کی طرف لے جاتے ہیں۔ مگر اصل یہ ہے کہ وہ نیکی سے دور لے جاتے ہیں۔

(از خطبہ ۲۷۔ جولائی ۱۹۱۷ء)

اعلان

روزنامہ الفضل کی توسیع اشاعت کے سلسلہ میں نمائندہ الفضل مکرم چوہدری محمد شریف صاحب (ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر) مختلف اضلاع کا دورہ کر رہے ہیں۔

احباب کرام سے درخواست ہے کہ نئے خریداران بنانے میں تعاون کر کے مشکور فرمائیں۔

(مینیجر)

ایم ٹی اے کے پروگرام

جمعرات ۸- دسمبر ۱۹۹۴ء

پاکستان ٹائم	تفصیل پروگرام
6-15 رات	تلاوت
6-30 رات	ملاقات - ترجمہ قرآن کلاس
7-30 رات	منتخب احادیث
7-35 رات	تاریخ سے ایک ورق از مکرم بشیر احمد خان رفیق صاحب
8-05 رات	طبی معاملات - از ڈاکٹر مجیب الحق خان صاحب
8-35 رات	جرمن پروگرام
8-50 رات	کل کے پروگرام

خبریں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ربوہ : 6 دسمبر-1994ء
صبح سے بادل چھائے ہیں
درجہ حرارت کم از کم 13 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 21 درجے سنٹی گریڈ

○ وفاقی کابینہ نے وزیر اعلیٰ سندھ کو ہدایت کی ہے کہ وہ آل پارٹیز کانفرنس بلائیں۔ اس میں ایم کیو ایم الطاف گروپ کو بھی بلایا جائے۔ وزیر اعلیٰ کو سندھ میں امن و امان کی صورت حال بہتر بنانے اور عوام کا تحفظ یقینی بنانے کی ہدایات جاری کی گئی ہیں۔ وزیر اعظم کی صدارت میں قیمتوں میں اضافے پر تشویش کا اظہار کیا گیا۔ اور اس کا جائزہ لینے کے لئے سب کمیٹی تشکیل دے دی گئی۔ عوامی حج سکیم کی منظوری دی گئی۔ سپریم کورٹ کا حکم امتناعی کے بارے میں فیصلہ ہونے کے بعد کواپریٹو ڈائریکٹرز کی جائیدادیں فروخت کر کے رقم متاثرین میں تقسیم کی جائے گی۔

○ صدر مملکت مسٹر فاروق احمد خان لغاری نے کہا ہے کہ چین پاکستان کو دوسرا ایٹمی پلانٹ دینے پر رضامند ہو گیا ہے۔ اس کے لئے فنڈز نجی شعبہ سے حاصل کئے جائیں گے۔ پاکستان اور چین کے ساتھ مذاکرات میں پاکستان کے لئے مزید ہتھیاروں کی خریداری پر بھی غور ہوا۔ پاکستان نے چین سے ایم ۱۱۔ میزائل یا ان کی ٹیکنالوجی نہیں خریدی بلکہ کچھ ایسے میزائل خریدے ہیں جن پر میزائل ٹیکنالوجی کے معاہدے کا اطلاق نہیں ہوتا۔ تنازعہ کشمیر پر ہم چین کی حمایت کے لئے اس کے شکر گزار ہیں۔ کسی چھوٹے ہمسایہ کو چین سے کوئی خطرہ نہیں۔ دونوں ممالک کے درمیان تجارتی عدم توازن دور کرنے کے لئے زیادہ کوششوں کی ضرورت ہے۔

○ پیر صاحب پگاڑا نے قائد حزب اختلاف مسٹر نواز شریف کو مشورہ دیا ہے کہ وہ عدم اعتماد پر توانائیاں خرچ کرنے کی بجائے صدر کے خلاف مواخذہ کی تحریک پیش کریں۔ اس طرح سے نہ صرف صدر بلکہ پوری حکومت کی برائیوں کو اچھی طرح اجاگر کرنے کا موقع ملے گا اور پارلیمنٹ میں بیٹھ کر سننے والے حکومت کو چلتا کرنے کا فیصلہ کر سکیں گے۔ پیر صاحب پگاڑا نے یہ تجویز مسٹر الٰہی بخش سومرو کے توسط سے مسٹر نواز شریف کو پیش کی۔ تاہم ابھی تک انہوں نے کوئی ردعمل ظاہر نہیں کیا۔ پیر صاحب پگاڑا نے اخبار نویسوں سے بات چیت میں بھی یہ مشورہ دیا۔

○ وزیر اعظم نے کہا ہے کہ کیسٹ سیکنڈل گندے ہاتھوں والوں کی کہانی ہے۔ یہ الزامات لندن پلان کا حصہ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ سپیکر اور ڈپٹی سپیکر یا چیئرمین سینٹ کی حکومت سے کوئی کشیدگی نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ الطاف گروپ کو بھی حکومت کا ساتھ دینا چاہئے۔ کراچی کی صورت حال بہتر ہو رہی ہے۔

○ ممتاز شیعہ عالم دین اور اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن علامہ عرفان حیدر عابدی پر کراچی وسطی کے علاقے میں دہشت گردوں کے ایک گروپ نے اندھا دھند فائرنگ کی تاہم وہ اس حملے میں بال بال بچ گئے۔ ان کی حفاظت پر مامور پولیس موبائل کو شدید نقصان پہنچا۔ علامہ فیملی کے ہمراہ جا رہے تھے کہ دہشت گردوں نے فائرنگ کر دی۔

○ پنجاب کے وزیر اعلیٰ مسٹر منظور احمد وٹو اور جماعت اسلامی کے امیر قاضی حسین احمد کے درمیان منصورہ میں امن و امان سمیت اہم مسائل پر بات چیت ہوئی۔ امیر جماعت اسلامی نے کہا کہ اسلحہ کی نمائش پر پابندی کو سیاسی مخالفین کے خلاف استعمال نہیں کیا جانا چاہئے قانون کا منصفانہ نفاذ مفید اقدام ہو گا۔ حالات کی بہتری کے لئے مختلف تجاویز پر غور کیا گیا۔

○ قومی اسمبلی حکومت کو شکست پر وزیر اعظم نے حکومتی ارکان سے باز پرس کی۔ بے نظیر بھٹو نے چیف وہپ خورشید شاہ کو ہدایت کی کہ وہ ایوان میں ارکان کی موجودگی کو یقینی بنانے کے لئے سخت رویہ اپنائیں۔ وزیر اعظم نے اسمبلی اجلاس سے غیر حاضر رہنے والے ارکان کی فرداً فرداً سرزنش کی تو ارکان بہانے اور عذر پیش کرتے رہے اس پر وزیر اعظم ان پر برس پڑیں اور کہا کہ برطانیہ میں مجھے کامیابیوں پر کامیابیاں مل رہی تھیں اور قومی اسمبلی میں ایک تحریک پر رائے شماری میں حکومتی شکست کی خبر نے میرے لئے مشکلات کھڑی کر دیں۔ انہوں نے ارکان کو غیر ذمہ دار اور لاپرواہ قرار دیا۔ حکومت کے ارکان نے یقین دلایا کہ آئندہ ایسی کوتاہی نہیں ہو گی۔

○ قائد حزب اختلاف مسٹر نواز شریف نے کہا ہے کہ حالات تشویشناک ہو چکے ہیں حکومت اپوزیشن کا تعاون نہیں چاہتی۔ قوم اٹھ کھڑی ہو۔ آج پاکستان میں جس طرح کی صورت حال ہے وہ شاید ہی کسی مہذب ملک میں ہو۔ کراچی میں روزانہ درجنوں لوگ زندگی سے ہاتھ دھو رہے ہیں۔ ایسی صورت حال میں جو گھر میں بیٹھے گا وہ اللہ کے سامنے جواب دہ ہو گا۔ اپوزیشن پر دھینگا مشتی کا الزام لگانے والوں سے میں کہتا ہوں کہ ہم ملک کا دفاع کر رہے ہیں۔ ورنہ بے نظیر ملک کا وہ حشر کرتیں جس کی مثال نہیں ملتی۔ انہوں نے کہا ضیاء الحق کے بعد تکبیر کے ایڈیٹر صلاح الدین کی شہادت سے بڑا صدمہ پہنچا ہے۔ وہ صلاح الدین کے جنازہ کے بعد پریس کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے۔

○ تکبیر کے ایڈیٹر مسٹر صلاح الدین کو ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ نماز جنازہ میں سندھ کے وزیر اعلیٰ۔ قائد حزب اختلاف مسٹر نواز شریف سابق وزیر اعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ اور صحافیوں کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔

○ فوج کی واپسی سے بھی کراچی کے حالات میں تبدیلی ہوئی ہے۔ بی بی سی نے کراچی کے حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ صلاح الدین کا قتل اس کی واضح مثال ہے۔ فوج کے جانے کے بعد قتل کی وارداتوں میں اضافہ ہی ہوا ہے کوئی کمی نہیں آئی۔

○ وائس آف امریکہ نے اپنے تبصرے میں کہا ہے کہ محمد صلاح الدین نے ہمیشہ ظلم و تشدد کے خلاف آواز اٹھائی۔ سی پی این ای کے صدر نے کہا کہ صلاح الدین کا قتل قومی المیہ ہے۔ میر شکیل الرحمان چیف ایڈیٹر جنگ نے اسے پاکستانی صحافت کے لئے اندوہناک واقعہ قرار دیا۔

○ حکومت نے شیخ رشید کی نظر بندی میں ایک ماہ کی توسیع کر دی ہے۔

○ پنجاب اسمبلی کے سابق سیکرٹری مسٹر حبیب اللہ نے عدالت میں بیان دیتے ہوئے کہا ہے کہ 'نواز شریف نے کہا تھا کہ میں پنجاب کے بغیر حکومت نہیں کر سکتا۔ نوٹس پر وقت تبدیل کرنا بہت ضروری ہے۔ نوٹس عدم اعتماد کا پہلا اور آخری صفحہ تبدیل کر کے یاسین وٹو کی لکھائی سے نئے صفحے لگائے گئے ان دو صفحات کی کوالٹی اور سائز باقی تمام صفحات سے الگ ہے۔ یہ نوٹس عدالت عالیہ میں پیش کر دیا گیا ہے۔ نواز شریف کی موجودگی میں بتایا گیا کہ ۱۵ ہزار آپ کے گھر میں دے دیئے گئے ہیں اور ۵ ہزار روپے میری جیب میں ڈال دیئے گئے اسلام آباد جاتے ہوئے گجرات میں بھی رکھا گیا۔

○ مرتضیٰ بھٹو کے خلاف دہشت گردی کے مقدمے میں چوتھا گواہ بھی منحرف ہو گیا۔

○ پنجاب کے گورنر وزیر اعلیٰ اور پنجاب اسمبلی کے سپیکر مسٹر محمد حنیف رامے نے مسٹر صلاح الدین کے قتل پر دکھ اور افسوس کا اظہار کیا ہے۔

○ پاکستان اور امریکہ میں اس بات پر اتفاق رائے ہو گیا ہے کہ یا تو پاکستان کو ایف سولہ طیارے ملیں گے یا رقم واپس کر دی جائے گی۔

ضرورت خاتون باورچی
ایک خاتون باورچی کی ضرورت ہے جو کھانا پکانے میں تجربہ رکھتی ہو۔
معقول تنخواہ دی جائے گی۔ رہائش کا بھی انتظام ہو سکتا ہے۔
ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر 2/4 دارالصدر شمالی ربوہ

شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے موقع پر ہم عرصہ دراز سے آپکی اور آپکے مہمانوں کی خدمت میں عمدہ کھانے پیش کرتے رہے ہیں • اب ایک اور انداز میں آپکی خدمت میں آئے ہیں
• عمدہ کھانے بہترین کراکری میں پیش کرتے ہیں
یاد رکھیں
رشید برادرز ٹینٹ سروس
گولبازار ربوہ
نزد خورشید یونانی دواخانہ
پروپرائیٹر: رشید الدین ولد رفیع الدین — فون: دوکان: ۲۱۱۵۸۴ گھر: ۴۰۸

عنقریب افتتاح
ہر قسم کے زیورات کا مرکز
انوار گولڈ سمتھ
اکرام مارکیٹ اقصیٰ روڈ۔ ربوہ
بالمقابل الائیڈ بنک
پروپرائیٹر: انوار احمد ولد ڈاکٹر عبدالغفور زاہد آف سرگودھا